قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ المؤمنون

(۵)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اَفَلَمۡ یَدَّبَّرُوا الۡقَوۡلَ اَمۡ جَآءَہُمۡ مَّا لَمۡ یَاۡتِ اٰبَآءَہُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۶۸﴾ اَمۡ لَمۡ
یَعۡرِفُوۡا رَسُوۡلَہُمۡ فَہُمۡ لَہٗ مُنۡکِرُوۡنَ ﴿۶۹﴾ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ بِہٖ جِنَّۃٌ ؕ بَلۡ جَآءَہُمۡ بِالۡحَقِّ

پھر کیا اِن لوگوں نے اِس کلام پر غور نہیں کیا یا اِن کے پاس کوئی ایسی چیز آگئی ہے جو اِن کے اگلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی؟ یا اِنھوں نے اپنے رسول کو پہچانا نہیں، اِس وجہ سے اُس کے منکر ہو رہے ہیں؟ یا کہتے ہیں کہ اُس پر کچھ جنون کا اثر ہے[۱۹۰]؟ ہرگز نہیں، بلکہ وہ اِن کے پاس

۱۹۰۔ یہ زجر و ملامت کا اسلوب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اِن میں سے کوئی بات بھی ہوتی تو یہ معذور ٹھیرائے جا سکتے تھے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اِنھوں نے کلام کو بھی خوب خوب سمجھا ہے، یہ اِس بات سے بھی واقف ہیں کہ یہ وہی ہدایت ہے جو اِن کے آبا ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام لے کر آئے تھے، اِنھوں نے رسول کو بھی اچھی طرح پہچان لیا ہے اور یہ دانش و حکمت اور جنون و سودا کا فرق بھی خوب جانتے ہیں، مگر اِس کے باوجود انکار کر رہے ہیں۔

وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ؕ
اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖۗ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ
لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ
الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ

حق لے کر آیا ہے، لیکن اِن میں سے اکثر حق سے بے زار ہیں، (اس لیے کہ وہ اِن کی خواہشوں کے خلاف ہے)۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر حق کہیں اِن کی خواہشوں کے (مطابق ہو کر اِن کے) پیچھے چلتا تو زمین اور آسمانوں اور جو اُن کے درمیان ہیں، سب تباہ ہو جاتے[۱۹۱]۔ نہیں، (یہ کسی قصہ گو کی کہانی نہیں ہے)، بلکہ ہم تو اِن کے پاس انھی کے حصے کی یاد دہانی لائے ہیں[۱۹۲]، مگر یہ ہیں کہ اپنی ہی یاد دہانی سے منہ موڑ رہے ہیں۔ ۶۸-۷۱

کیا تم اِن سے کوئی معاوضہ مانگ رہے ہو (کہ جس کے بوجھ تلے یہ دبے جا رہے ہیں)؟ سو (انھیں بتا دو کہ) تمھارے پروردگار کا صلہ (تمھارے لیے) بہتر ہے اور وہ بہترین روزی دینے والا ہے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ تم تو اِنھیں ایک سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہو، مگر جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے، وہ سیدھی راہ سے ہٹ کر چلنا چاہتے ہیں۔ (یہ کسی طرح ماننے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ) اگر (ہم اِن کو کسی آزمایش میں ڈالتے، پھر) ہم اِن پر رحم کرتے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۹۱۔ اِس لیے کہ پھر خیر کی جگہ شر، عدل کی جگہ ظلم، نیکی کی جگہ بدی، امانت کی جگہ خیانت اور سب سے بڑھ کر توحید اور قیامت کے انکار کی منادی ہوتی اور دنیا کا سارا اخلاقی نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا۔

۱۹۲۔ یعنی وہ یاد دہانی جو اِن کی زبان میں ہے اور انھی کے اندر کا ایک شخص اِن کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ ہم اِنھیں ایران و توران کے کسی پیغمبر اور کسی کتاب کی پیروی کے لیے نہیں کہہ رہے ہیں۔ اہل عرب پر امتنان اور اتمام حجت کا یہ مضمون قرآن کے دوسرے مقامات میں اِسی وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔

طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدۡ اَخَذۡنٰہُمۡ بِالۡعَذَابِ فَمَا اسۡتَکَانُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَمَا
یَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰۤی اِذَا فَتَحۡنَا عَلَیۡہِمۡ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِیۡدٍ اِذَا ہُمۡ فِیۡہِ
مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۷﴾
وَہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَۃَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾

اور اِن کی تکلیف دور کر دیتے تو اپنی سرکشی میں لگے ہوئے یہ اِسی طرح بھٹکتے رہتے[۱۹۳]۔ ہم نے اُن کو عذاب میں پکڑ لیا تھا[۱۹۴] (جو اگلوں میں اِنھی جیسے تھے)، لیکن نہ اُن کے دل اُن کے پروردگار کے سامنے جھکے اور نہ وہ کبھی گڑگڑاتے تھے[۱۹۵]۔ یہاں تک کہ جب اِس طرح کے لوگوں پر ہم سخت عذاب کا دروازہ کھول دیتے ہیں تو دیکھتے ہو کہ اُس میں بالکل مایوس ہو کر رہ گئے ہیں۔ ۷۵-۷۷

(لوگو، خدا کی بات سنو کہ) وہی ہے جس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے[۱۹۶]، (مگر

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۱۹۳۔ مطلب یہ ہے کہ اصل خرابی اِن منکرین کے دلوں میں ہے جو مان کر نہیں دے رہے۔ اِس لیے اطمینان رکھو، تمھاری دعوت میں کوئی پیچ وخم نہیں ہے، وہ تو سیدھی راہ پر چلنے کی دعوت ہے۔

۱۹۴۔ اصل میں 'وَلَقَدۡ اَخَذۡنٰہُمۡ' کے الفاظ آئے ہیں، لیکن قرینہ دلیل ہے کہ یہ یہاں 'ولقد أخذنا أشیاعھم' کے معنی میں ہیں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"... 'ھُمۡ' سے مراد یہاں قریش نہیں، بلکہ اُن کے وہ ہم مشرب ہیں جو پچھلی امتوں میں گزر چکے تھے۔ عربی میں غایت مجانست و مشابہت کے اظہار کے مواقع میں اِس طرح ضمیریں آتی ہیں۔ اِس کی مثالیں قرآن اور کلام عرب میں موجود ہیں۔ اِس میں یہ بلاغت ہے کہ اُن کو پکڑا تو گویا اِنھی کو پکڑا، اِس لیے کہ مرتکب دونوں ایک ہی جرم کے ہیں۔" (تدبر قرآن ۵/ ۳۳۷)

۱۹۵۔ آیت میں مضارع سے پہلے ایک فعل ناقص محذوف ہے اور گڑگڑانے کے لیے 'تَضَرُّع' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ اُس فریاد اور زاری کے لیے آتا ہے جو دل کی خستگی کے نتیجے کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ آیت میں 'اِسۡتِکَانَۃ' کا لفظ اِسی خستگی کو بیان کرتا ہے۔

۱۹۶۔ یعنی کس لیے؟ استاذ امام لکھتے ہیں:

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ
وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٨٠﴾
بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿٨١﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

تم پر افسوس)، تم کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔ اور وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلا رکھا ہے اور (ایک دن آئے گا کہ) اُسی کی طرف سمیٹے جاؤ گے[۱۹۷]۔ اور وہی ہے جو جِلاتا اور مارتا ہے اور رات اور دن کی گردش، سب اُسی کے اختیار میں ہے۔ پھر کیا سمجھتے نہیں ہو[۱۹۸]؟ ۷۸-۸۰

یہ نہیں سمجھتے، بلکہ اِنھوں نے بھی وہی بات کہی ہے جو اِن کے اگلوں نے کہی تھی۔ اُنھوں نے کہہ دیا کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟ اِسی کا وعدہ ہم سے اور اِس سے پہلے ہمارے بڑوں سے بھی ہوتا چلا آیا ہے۔ کچھ نہیں، یہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

”...اِسی لیے تو کہ اِن سے نصیحت و حکمت کی وہ باتیں جو تمھیں سنائی جا رہی ہیں، سنو؛ اللہ کی وہ نشانیاں جو آفاق و انفس میں پھیلی ہوئی ہیں اور جن کی طرف تمھیں توجہ دلائی جا رہی ہے، اُن کو دیکھو؛ اور اُن سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں اور جو تمھارے سامنے نہایت واضح طور پر پیش کیے جا رہے ہیں، اُن پر غور کرو۔ کان، آنکھ اور دل و دماغ کا اصلی مصرف یہی ہے، لیکن تم عجیب شامت زدہ لوگ ہو کہ حق کو حق ماننے کے لیے دلیل کے بجائے تنبیہ کے ڈنڈے کا مطالبہ کر رہے ہو!“ (تدبر قرآن ۵/۳۳۸)

۱۹۷۔ یہ ایک ہی جملے میں قرآن نے کمال بلاغت کے ساتھ معاد کے امکان اور اُس کی ضرورت کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے اور توحید کی دلیل بھی واضح کر دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم اُسی طرح زمین میں پھیلا دیے گئے ہو، جس طرح ایک کسان اپنے کھیت میں بیج بکھیرتا ہے تو اِسی لیے بکھیرتا ہے کہ ایک دن تمام فصل کو اکٹھا کر کے اپنے کھلیان میں جمع کرے گا اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی دوسرا بھی اُس کی بوئی ہوئی فصل میں اُس کا شریک ہو جائے۔

۱۹۸۔ یعنی اِس بات کو سمجھتے نہیں ہو کہ جب یہ سارا نظام اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور ہر قسم کے اختلافات کے باوجود نہایت سازگاری کے ساتھ کام کر رہا ہے تو اُس کے شریک کہاں سے پیدا ہو گئے؟

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾
قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ
وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى

محض اگلوں کے افسانے ہیں۔ ۸۱-۸۳

اِن سے کہو، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ یہ زمین اور جو اِس میں آباد ہیں، یہ کس کے ہیں؟ یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کے ہیں۔ کہو، تو کیا تم (اِس سے) یاددہانی حاصل نہیں کرتے[۱۹۹]؟ اِن سے پوچھو، سات آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بھی اللہ کے ہیں۔ کہو، تو اللہ (کے شریک ٹھیرا کر تم اُس) سے ڈرتے نہیں ہو؟ اِن سے پوچھو، اگر تم جانتے ہو[۲۰۰] تو بتاؤ کہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے، مگر اُس کے مقابل میں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۹۹۔ یعنی اِس بات کی یاددہانی کہ خدا کے سوا کوئی بندگی کا مستحق نہیں ہے اور اُس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں، وہ جب چاہے، تمام جن وانس کو مار کر دوبارہ پیدا کر سکتا ہے۔

۲۰۰۔ یہ الفاظ اوپر بھی آئے ہیں۔ دونوں جگہ یہ مخاطبین کے تضاد فکر پر تعریض ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اِن مدعیان علم سے پوچھو کہ ایک طرف یہ سب باتیں مانتے ہو اور دوسری طرف خدا کے شریک ٹھیراتے اور آخرت کی یاددہانی کی جائے تو کہتے ہو کہ یہ سب اگلوں کے افسانے ہیں۔ آخر یہ کیا حماقت ہے؟ یہ، اگر غور کیجیے تو اُسی طرح کا تضاد فکر ہے جس میں اِس زمانے کے مسلمان بھی مبتلا ہیں۔ چنانچہ یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ مشرکین عرب دنیا کی دوسری قوموں کی طرح زمین و آسمان کے الگ الگ دیوتاؤں کے قائل تھے یا اپنے معبودوں کے متعلق یہ تصور رکھتے تھے کہ وہ خدا کے مقابل میں کوئی حیثیت رکھتے ہیں یا زمین و آسمان اور اُن کے درمیان کی چیزوں کے بنانے میں اُن کا بھی کوئی حصہ ہے۔ وہ صرف یہ مانتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور خدا نے اُن کو اپنی خدائی میں شریک بنالیا ہے، اِس لیے اپنی پوجا پاٹ سے وہ اگر اُنھیں راضی رکھیں گے تو اُن کے

تُسْحَرُوْنَ﴿۸۹﴾
بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ
مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ
اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴿۹۲﴾

کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ سب اللہ ہی کا اختیار ہے۔ کہو کہ پھر تمھاری مت کہاں ماری جاتی ہے؟ ۸۴-۸۹

نہیں، کچھ نہیں، بلکہ ہم اِن کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں۔ خدا نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے اور نہ اُس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے[۲۰۱]۔ اللہ ایسی باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں، کھلے اور چھپے کا جاننے والا[۲۰۲]۔ چنانچہ اُن سب چیزوں سے بالاتر ہے جنھیں یہ اُس کا شریک ٹھیراتے ہیں۔ ۹۰-۹۲

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

طفیل میں خدا بھی اُن سے راضی رہے گا۔

۲۰۱۔ یہ توحید کی ایسی فیصلہ کن دلیل ہے کہ کائنات کی عظمت اور اُس کے نظام کی حیرت انگیز باقاعدگی اور اُس کے مختلف اجزا کی ہم آہنگی کو کھلی آنکھوں سے دیکھ کر کوئی سلیم الطبع شخص ایک لمحے کے لیے بھی کسی مشرکانہ عقیدے کو قابل التفات نہیں سمجھ سکتا۔

۲۰۲۔ یعنی جب خود ہر چیز کا جاننے والا ہے تو اُس کو کیا ضرورت ہے کہ کسی کو اپنا شریک بنائے۔

[باقی]